شیخ محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ کا موحّدین کے نام پیغام

محمد بن عبد الوہاب کی جانب سے اللہ کی آیتوں پر ایمان لانے والوں کے نام اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرنے والوں، صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے سوادِ اعظم کے پیروکاروں اور اُن (صحابہ) کی احسان کے ساتھ پیروی کرنے والوں، فساد کے دور میں دینِ قیّم کو مضبوطی سے تھامنے والوں، اجنبیت اور آزمائش پر صبر کرنے والوں اور اہلِ علم اوراہلِ ایمان کے نام! السلام علیکم ورحمت اللہ وبرکاتہ

امّا بعد: یقیناً اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے رسولوں علیہم السلام کی بعثت کے سلسلے میں ایک وقفے کے بعد تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ اُس وقت مشرق سے مغرب تک اہلِ ارض ملت ابراہیم سے نکل چکے تھے اور اہل کتاب کے کچھ لوگوں کے علاوہ سب اللہ کے ساتھ شرک کو قبول کر چکے تھے۔ پس جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی طرف دعوت دی تو اہلِ ارض آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پکار سے خوفزدہ ہوگئے اور سب نے آپ سے دشمنی شروع کر دی- جاہل، اہل کتاب، اُن کے پرہیزگار اور فاسق، سب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دشمنی شروع کر دی سوائے ابو بکر الصدیق، بلال اور اہلِ بیت یعنی امّ المومنین خدیجہ اور اُنکی اولاد، انکے غلام زید بن حارثہ اور علی رضی اللہ عنہم نے کہ اُنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی اتّباع کی۔

عمرو بن عبسہ کہتے ہیں کہ جب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مکہ میں آیا تو میں نے پوچھا: آپ کون ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نبی ہوں۔ میں نے کہا: نبی کون ہوتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے اللہ نے بھیجا ہے۔ میں نے کہا: کس چیز کے ساتھ بھیجا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صلہ رحمی کرنے کے ساتھ اور بتوں کو توڑنے کے ساتھ اور یہ کہ صرف اللہ کی عبادت کی جائے اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا جائے۔ میں نے پوچھا: اِس دین پر آپ کا ساتھ دینے والا کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک آزاد ہے اور ایک غلام اور اُس دن آپ کے ساتھ ابو بکر اور بلال رضی اللہ عنہما تھے۔

یہ اسلام کے آغاز کے وقت کی حالت تھی۔ ہر خاص وعام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم معاشرے میں انتہادرجے کے اجنبی تھے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اسلام شروع میں

اجنبی تھا، اور وہ دوبارہ اجنبی ہو جائے گا جیسا کہ اپنے آغاز میں تھا) پس جس کسی نے بھی اِس پر غور کیا اور اِس کو سمجھ لیا تو اُس سے انسانوں کے روپ میں شیطانوں کے شبہات زائل ہو جاتے ہیں جو شیطان کے لشکری بن کر ہر اُس شخص پر چڑھ دوڑتے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتا ہے۔

پس میرے بھائیو صبر کرو اور اللہ کی عطا کردہ نعمتوں پے اُس کی حمد بیان کرو کہ تمہیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی معرفت حاصل ہوئی اور اللہ کا اپنے بندوں پر جو حق ہے اس کی پہچان ہوئی اور اِس زمانے میں جہاں اکثر لوگ جاہل ہیں تمہیں اپنے باپ ابراہیم کی ملت کا معلوم ہو گیا اور اللہ سے دعا اور اُسکی طرف آہ وزاری کرو کہ وہ تمہارے ایمان، یقین اور علم میں اضافہ فرمائے اور تمہارے دلوں کو اپنے دین پر ثابت رکھے اور اُسی طرح کہو جیسے اُن نیک لوگوں نے کہا جن کی اللہ نے اپنی کتاب میں تعریف کی ہے: رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ (سورۃ آل عمران-8) (اے ہمارے رب! ہمیں ہدایت دینے کے بعد ہمارے دل ٹیڑھے نہ کر دے اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا فرما، یقیناً تو ہی بڑی عطا دینے والا ہے)

اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ نے ہدایت اور ثابت قدمی کے اسباب رکھے ہیں جس طرح اُس نے گمراہی اور ٹیڑھ کے اسباب بنائے ہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کتاب کو اتارا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا تا کہ لوگوں میں پائے جانے والے اختلاف کے بارے میں حق کو لوگوں پر واضح کر دیا جائے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِى اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ (النحل-64) (اور ہم نے اسی لیے تجھ پر کتاب اتاری ہے کہ تو انھیں وہ چیز کھول کر سنادے جس میں وہ جھگڑ رہے ہیں اور ایمانداروں کے لیے ہدایت اور رحمت بھی ہے)

پس اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کتاب کو نازل کر کے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیج کے عذر ختم کر دیا ہے اور حجت کو قائم کر دیا ہے۔ جیسا کہ باری تعالیٰ نے فرمایا: لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ (سورۃ النساء-165) (تا کہ لوگوں کی کوئی حجت اور الزام رسولوں کے بھیجنے کے بعد اللہ تعالیٰ پر رہ نہ جائے)

پس تم توحید کو حاصل کرنے اوراِس کو سیکھنے، اللہ کی کتاب سے تمسّک رکھنے اور اِس میں خوب غور و فکر کرنے میں غفلت نہ کرنا جبکہ اللہ کی کتاب میں عبرت کی بات تم سن چکے ہو، جیسا کہ بعض جاہلوں کا حال ہے کہ کہتے ہیں کہ ہم موحد ہیں ہم جانتے ہیں کہ اللہ ہی نفع و نقصان کا مالک ہے اور بے شک انبیاء علیہم السلام اور اُن کے علاوہ دوسرے نفع و نقصان کے مالک نہیں، لیکن ہم شفاعت اور سفارش کے لیے انبیاء علیہم السلام اور دیگر کو پکارتے ہیں۔ اور تم اِسکا جواب جو اللہ نے اپنی کتاب میں واضح کیا ہے سن چکے ہو اور جسے اہل تفسیر اور اہل علم نے بیان کیا ہے۔ اور تم نے مشرکین کا یہ قول بھی سنا ہو گا کہ شرک تو بتوں کی عبادت ہے لیکن صالحین کو پکارنا یہ شرک نہیں۔ اور تم نے (مشرکین) کا یہ قول بھی سنا ہے کہ ہم اللہ سے ہی مانگتے ہیں لیکن اِنکی عزت کے واسطے سے مانگتے ہیں[1]۔ اور ان تمام باتوں کے جواب میں جو کچھ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا ہے وہ بھی تم سن چکے ہو۔

اور اللہ نے تم پر احسان کیا کہ اِن مشرک علماء نے اِن تمام باتوں کا اقرار کیا، جیسے حرمین، بصرہ، عراق اور یمن میں ہونے والے افعال کے شرک باللہ ہونے کا انہوں نے اقرار کیا، پس وہ مان چکے ہیں کہ وہ دین جسکے ماننے والوں کی وہ نصرت کر رہے ہیں اور جن کو وہ سمجھتے ہیں کہ یہ سوادِ اعظم ہیں وہ دین شرک پر مبنی ہے۔

یہ مشرک علماء یہ بھی اقرار کر چکے ہیں کہ بے شک وہ توحید جس کو ختم کرنے کی اور اِس کے اہل کو قتل و قید کرنے کی وہ کوشش کر رہے ہیں وہ یقیناً اللہ اور اُس کے رسول کا دین ہے اور اُن کا اپنے خلاف یہ اقرار اللہ کی بڑی نشانی اور اس کی تم پر بڑی نعمت ہے۔ اور اب اس بارے میں کوئی شک باقی نہیں رہا سوائے اُس شخص کے جس کا دل ہی مردہ ہے جس پہ اللہ نے مہر لگا دی ہے اور اس کا تو کوئی حل ہی نہیں۔

---

[1] اس سے شیخ کی مراد وہ لوگ ہیں جو مردوں سے سفارش یہ کہ کر طلب کرتے ہیں ((اے فلان اللہ کے پاس میری سفارش کرو)) اور اسی طرح کا گمان رکھنے والے جو یہ سمجھتے ہیں کہ کہ وہ نیک لوگوں کے واسطے سے اللہ کا قرب حاصل کرتے ہیں۔ اور یہ عین پہلے لوگوں (مشرکینِ مکہ) کی جاہلیت کے شرک جیسا شرک ہے۔ اللہ نے فرمایا: اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ ۭ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَاۗءَ ۘ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى (الزمر-3) (یاد رکھو! بندگی خالصتاً اللہ ہی کے لئے ہے اور جن لوگوں نے اللہ کے علاوہ کارساز بنا رکھے ہیں (وہ کہتے ہیں کہ) ہم تو ان کی عبادت صرف اس لئے کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اللہ سے قریب کر دیں)

اور لیکن آج وہ تم سے ایک شبہہ کی وجہ سے جھگڑتے ہیں پس تم اِس شبہہ کے جواب کے لیے غور کرو اور وہ شبہ یہ ہے جو وہ کہتے ہیں: یہ سب بر حق ہے اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ یہ سب اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا دین ہے سوائے تکفیر اور قتال کے، اور تعجب ہے اُس شخص پر جو اِس شبہہ کا جواب نہیں جانتا!۔ جب اُنہوں نے اقرار کر لیا کہ یہ اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا دین ہے تو پھر اُس شخص کو کافر کیوں نہ قرار دیا جائے جو اِس دین کا انکار کرتا ہے اور اِس دین کا حکم دینے والوں کو قتل کرتا ہے اور قید کرتا ہے؟ اس کو کافر کیوں نہ قرار دیا جائے جو اِن (اہل توحید) کو قید کرنے کا حکم دیتا ہے؟۔ اس کو کافر کیوں نہ کہا جائے جو اہل شرک کے پاس آکر اُنکے دین (شرک) کو اُن کے لیے مُزین کرتا ہے اور اُس کے ساتھ چمٹے رہنے پر اکساتا ہے؟ اُسے کافر کیوں نہ قرار دیا جائے جو موحّدین کو قتل کرنے اور اُن کا مال چھیننے پر ابھارتا ہے؟ اُس شخص کی تکفیر کیوں نہ کی جائے جو گواہی دیتا ہے کہ جس پر یہ ابھار رہا ہے اُسکا رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار کیا ہے اور اُس سے منع کیا ہے اور اُس کو اللہ کے ساتھ شرک قرار دیا ہے؟ اور وہ یہ بھی گواہی دیتا ہے کہ وہ جس عمل (توحید) سے بغض رکھتا ہے اور اِس (توحید) کے اہل سے بغض و نفرت رکھتا ہے اور مشرکوں کو اِن (اہل توحید) کے قتل کا حکم دیتا ہے، وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا دین ہے۔

اور جان لو کہ کسی صالح مسلمان، جب وہ اللہ کے ساتھ شرک کرے یا موحّدین کے خلاف مشرکوں کا ساتھ دے اگرچہ شرک نہ بھی کرے، کی تکفیر کے بے شمار دلائل اللہ کے کلام، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان اور اہل علم کے بیان میں موجود ہیں۔

اور میں تمہیں ایک آیت یاد دلاتا ہوں جس کی تفسیر پہ تمام اہل علم متفق ہیں کہ وہ مسلمانوں کے بارے میں ہے اور کوئی فرد بھی کسی زمانے میں بھی اِس کا ارتکاب کرے تو وہ کافر ہے۔ اللہ تعالی کا فرمان ہے: مَنۡ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنۡۢ بَعۡدِ اِيۡمَانِهٖۤ اِلَّا مَنۡ اُكۡرِهَ وَقَلۡبُهٗ مُطۡمَـئِنٌّۢ بِالۡاِيۡمَانِ (النحل-106) (جو شخص اپنے ایمان کے بعد اللہ سے کفر کرے بجز اس کے جس پر جبر کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر بر قرار ہو)۔۔۔ آیت کے آخر تک اور اگلی آیت میں فرمایا: ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اسۡتَحَبُّوا الۡحَيٰوةَ الدُّنۡيَا عَلَى الۡاٰخِرَةِ (النحل-107) (یہ اس لئے کہ انہوں نے دنیا کی زندگی کو آخرت سے زیادہ محبوب رکھا)

علماء نے ذکر کیا ہے کہ یہ آیت صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں نازل ہوئی ہے جب اہل مکہ نے اُن کو فتنے میں ڈال دیا اور علماء نے یہ بھی کہا ہے کہ کوئی صحابی دل سے (شرک سے) بغض رکھنے اور اہل شرک سے دلی عداوت کے باوجود اگر مشرکوں سے خوف کی بناء پر زبان سے شرکیہ کلام کہہ دیتا تو وہ ایمان لانے کے بعد کافر ہو جاتا۔ تو پھر ہمارے زمانے کے موحّد کو کیوں کافر نہ کہا جائے جو بصرہ، احساء، مکہ اور دیگر شہروں میں مشرکوں کے خوف سے، لیکن حالتِ اکراہ سے قبل شرکیہ کلام کہتا ہے اور جو یہ کرتا ہے وہ کفر کرتا ہے۔ تو جو مشرکین کے ساتھ ہو جائے اور اُن کے ساتھ رہائش پذیر ہو اور اُنکا حصہ بن جائے اسکا کیا حکم ہو گا؟ اور جو مشرکین کی انکے شرک پر مدد کرے اور اسکو مزین کر کے اُنکے لیے پیش کرے اُسکا کیا حکم ہو گا؟ اور جو موحّدین کے قتل کا حکم دے اور مشرکین کو اپنے دین سے چمٹے رہنے کی ترغیب دے اسکا کیا حکم ہو گا؟

پس اللہ تمہیں توفیق دے، اِس آیت پر غور کرو اور دیکھو کہ یہ کن لوگوں کے بارے میں اتری ہے اور اس کی تفسیر پر علماء کے اجماع پر غور کرو اور ہمارے اور اللہ کے دشمنوں کے درمیان ہونے والے واقعات کو سمجھو۔ ہمارا اُن سے ہمیشہ یہی مطالبہ ہوتا ہے کہ وہ تکفیر اور قتال کے مسئلے میں اپنے پاس موجود کتابوں کی طرف رجوع کریں، لیکن اُن کے پاس اِس کے سوا کوئی جواب نہیں ہوتا کہ وہ اپنے شیوخ اور اُن جیسوں کو ہماری شکایت لگاتے ہیں۔ میری اللہ سے دعا ہے کہ وہ تمہیں دینِ قیّم کی توفیق دے اور تمہیں اس پر جما دے۔ والسلام علیکم ورحمت اللہ وبرکاتہ